سوال

(272) شفعہ کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا شفعہ صرف زمین یا مکان میں ہوتا ہے ؟ نیز شفعہ کا حقدار کون ہے ؟ کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شریک کے اس حصے کو مقررہ معاوضہ کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا، شفعہ کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : شفعہ ہر مشترکہ چیز میں ہے خواہ زمین یا مکان یا باغ وغیرہ۔[1] حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ دیا ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہے۔[2] شفعہ کا سبب صرف شراکت ہے اور وہ ہر چیز میں عام ہے ، زمین ہو یا گھر یا پانی کی ندی ہو، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔[3]

احادیث کی رو سے پڑوسی کے لیے شفعہ کا حق ہے بشرطیکہ ان کے گھر کا راستہ ایک ہو جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''ہمسایہ اپنے ہمسائے کا شفعہ میں زیادہ حقدار ہے ، شفعہ کی وجہ سے اس کا انتظار کیا جائے گا اگرچہ وہ غائب ہو بشرطیکہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔[4]

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ مجرد ہمسائیگی کے ذریعے حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے مشترک راستہ ہونا ضروری ہے ، اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے : '' جب حد بندی ہو جائے اور راستے جدا جدا ہو جائیں تو پھر شفعہ کا استحقاق نہیں ہوتا۔[5]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''جب گھر تقسیم کر دیا جائے اور اس کی حد بندی کر دی جائے تو اس میں کوئی حق شفعہ نہیں۔[6] ہمارے ہاں یہ غلط رواج ہے کہ اگر کسی نے گھر یا پلاٹ خرید ا ہے تو کھیوٹ کھتونی میں شراکت رکھنے والا کوئی بھی شفعہ کر سکتا ہے اگرچہ وہ اس کا ہمسایہ نہ ہو، بہر حال اگر گھر یا پلاٹ کی حد بندی ہو چکی ہو اور راستے متعین ہوں تو اس میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔ (واللہ اعلم)

---

[1] مسند احمد، ص ۲۱٦، ج ۳۔

[2] صحیح بخاری، الشفعہ :۲۲۵۷۔

[3]ابوداؤد، البیوع :۳۵۱۳۔

[4]ابوداؤد، البیوع :۳۵۱۸۔

[5] صحیح بخاری، الشفعہ :۲۲۵۷۔

[6]ابوداؤد، البیوع :۳۵۱۵۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:254

محدث فتویٰ